قتلِ خطا اور اُس کے احکام

سوال: ایک پنساری نے غلطی سے ایک خریدار کو غلط دوائی دی جس سے خریدار خود بھی ہلاک ہوگیا اور دو معصوم بچے (جن کو خریدار نے وہی دوا بے ضرر سمجھ کر دے دی تھی) بھی ضائع ہوئے۔ یہ غلطی پنساری سے بالکل نادانستہ ہوئی۔ خوں بہا اور خدا کے ہاں معافی کی اب کیا سبیل ہے؟ نیز یہ کہ خوں بہا معاف کرنے کا کون مجاز ہے؟

جواب: ۔ اسلامی قانون میں قتل کی چار قسمیں ہیں۔ عمد، خطا، شبہ عمد، اور وہ جو ان تینوں میں سے کسی کی تعریف میں نہ آتا ہو۔ یہ فعل جس کا ارتکاب اس پنساری سے ہُوا ہے پہلی تین قسموں میں شمار نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ عمد اور شبہ عمد تو بہر حال نہیں ہے، اور یہ قتل خطا بھی نہیں ہے، اس لیے کہ قتل خطا کی تعریف یہ ہے: کہ آدمی کسی قاتلانہ ہتھیار کو کسی دوسری چیز پر چلائے مگر غلطی سے وہ لگ جائے کسی انسان کو جسے وہ نہ مارنا چاہتا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ فعل چوتھی قسم ہی میں آتا ہے جس میں سرے سے کسی کو ضرر پہنچانا مقصود ہی نہیں ہوتا، نہ کوئی ضرر رساں چیز جانتے بوجھتے استعمال ہی کی جاتی ہے، بلکہ بھولے سے یا غفلت سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

لیکن فقہائے اسلام نے اس چوتھی قسم کا حکم بھی وہی قرار دیا ہے جو قرآن مجید میں قتل خطا کا حکم بیان فرمایا گیا ہے۔ یعنی اگر مقتول اسلامی حکومت کا شہری ہو تو قاتل کو کفارہ بھی دینا ہو گا اور خوں بہا بھی۔ کفارہ تو خود قرآن میں بتا دیا گیا ہے کہ وہ ایک مومن غلام کو آزاد کرنا، یا پے در پے دو مہینے کے روزے رکھنا ہے۔ رہا خونبہا تو اس کی کوئی مقدار قرآن میں نہیں بتائی گئی، مگر احادیث سے یہ بات تواتر ثابت ہے کہ قتلِ خطا کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سَو اونٹ خونبہا مقرر فرما دیا تھا جن کی قیمت اُس زمانے میں دس ہزار درہم کے برابر تھی۔ (۱۰ ہزار درہم = ۲۲ سیر ۱۲ ½ چھٹانک چاندی)

یہ خوں بہا کا معاملہ اس لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ قرآن مجید میں اس کا حکم دیا گیا ہے اور صاف ارشاد ہُوا ہے کہ اللہ سے قتلِ خطا کی معافی حاصل کرنے کے لیے کفارے کے ساتھ اس کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اب اگر ہمارا ملکی قانون قتلِ خطا کی کوئی دوسری سزا دے، خواہ وہ قید ہو یا جرمانہ، تو یقیناً وہ اُس کفارے

اور تاوان کا بدل نہیں ہو سکتی جو آخرت میں ایک مسلمان کو خدا کے حضور بری الذمّہ کرنے کے لیے ضروری ہے اس لیے ہم ذرا وضاحت کے ساتھ خون بہا کے قاعدے کو یہاں بیان کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو اس سے ٹھیک ٹھیک واقفیت ہو جائے۔

۱- خون بہا ادا کرنے کی ذمہ داری شریعت نے صرف قاتل پر نہیں ڈالی ہے بلکہ اس کے "عاقلہ" کو اس کے ساتھ برابر کا شریک کیا ہے۔

۲- "عاقلہ" سے مراد، فقہائے حنفیہ کی تحقیق کے مطابق ہر ایک شخص کے اعوان و انصار ہیں۔ اگر وہ شخص کسی سرکاری محکمہ کا آدمی ہو، تو اس محکمے کے تمام ملازم اس کے عاقلہ ہیں۔ اگر کسی قبیلے یا برادری کا آدمی ہو، تو پورا قبیلہ یا برادری عاقلہ ہے۔ اگر کسی پیشہ ور گروہ کا آدمی ہو تو اس پیشے یا کارخانے کے سب لوگ عاقلہ ہیں۔ ورنہ بدرجۂ آخر، خزانۂ سرکار اس کی دیت ادا کرے گا۔

۳- عاقلہ پر قتلِ خطا کی دیت کا یہ بار اس لیے نہیں ڈالا گیا ہے کہ ایک شخص کے گناہ کی سزا سب کو دی جائے، بلکہ اس لیے ڈالا گیا ہے کہ ایک بھائی پر اچانک جو بارِ گناہ آپڑا ہے، اس کی ذمہ داری ادا کرنے میں اُس سے قریبی تعلق رکھنے والے سب لوگ اس کا ہاتھ بٹائیں، اور تنہا اُس پر اتنا بوجھ نہ پڑ جائے کہ اُس کی کمر توڑ دے۔ نیز جس خاندان کو اس کی غلطی کی وجہ سے جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے اُس کی تلافی بھی آسانی سے ہو جائے۔ یہ ایک طرح کا صدقہ یا فی سبیل اللہ چندہ ہے جو ہر اُس شخص کی مدد کے لیے اُس کے وسیع حلقۂ اقارب سے حاصل کیا جاتا ہے جس سے کوئی مہلک غلطی سرزد ہو جائے۔ ہم اِس کو اخلاقی انشورنس سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

۴- عاقلہ سے پورا خون بہا یک وقت وصول نہیں کیا جائے گا بلکہ تین سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا کرکے لیا جائے گا۔ اگر عاقلہ کی وسعت کو پیشِ نظر رکھا جائے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ فی کس دو تین آنے ماہوار سے زیادہ چندے کا بار کسی شخص پر نہیں پڑ سکتا۔

۵- یہ چندہ صرف مردوں سے لیا جائے گا۔ عاقلہ میں عورتیں شامل نہیں ہیں۔

۶- خون بہا لینے کے حق دار مقتول کے وارث ہوتے ہیں۔ جس قاعدے سے میراث تقسیم ہوتی ہے